QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

علم اور اقسامِ علم، اسلامی تعلیمات اور فلاسفہ یونان کی نظر میں

Knowledge and its types through the lens of Greek Philosophers & Teachings of Islam

Dr. Muhammad Tahir Jan
Assistant Professor, Govt. Graduate College, Gojra. Email:
dr.muhammadtahirjan@gmail.com
Ishrat Fatima
Visiting Lecturer, Dept. of Islamic Studies, University of Layyah. Email:
asgharabbas331@gmil.com
Malik Akhtar Hussain
Assistant Professor, Department of Pakistan Studies. Allama Iqbal Open University, Islamabad. Email: a.hussain@aiou.edu.pk

This research paper delves into the intricate concept of knowledge and its various types within the framework of Islamic teachings. Knowledge holds a pivotal position in Islamic tradition, emphasized through numerous verses in the Quran and teachings of the Prophet Muhammad (SAW). This study employs a qualitative approach, drawing upon Islamic scriptures, scholarly interpretations, and contemporary literature to explore the multifaceted nature of knowledge as perceived within Islam.

The paper begins by elucidating the Quranic perspective on knowledge, emphasizing its significance as a means of enlightenment and guidance for humanity. It delves into the classification of knowledge in Islamic epistemology, which encompasses both religious (Ilm al-Din) and worldly (Ilm al-Dunya) knowledge. Furthermore, it explores the distinction between various types of knowledge such as empirical, spiritual, experiential, and revealed knowledge. The research aims to elucidate the diverse classifications of knowledge within Islamic discourse, ranging from religious sciences to empirical sciences, and from experiential knowledge to intuitive knowledge.

Moreover, this research paper contributes to a nuanced understanding of knowledge and its typology from an Islamic perspective, offering insights that are both enriching for Islamic scholarship and pertinent for broader interdisciplinary dialogues in the pursuit of knowledge and wisdom.

In conclusion, this research contributes to a deeper understanding of knowledge and its diverse manifestations within Islamic teachings. It underscores the relevance of Islamic epistemology in contemporary discourse on knowledge, ethics, and societal progress, offering insights for scholars, educators, and policymakers alike.

Keywords: Knowledge, Islamic Teachings, Epistemology, Quran, Hadith, Ethics, Revelation, Reason, Reality, Science.

تعارف:

علم کیا ہے؟ یہ سوال قدیم وجدید ہر دور میں یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ قدیم یونانی فلاسفہ نے اس قسم کے سوالات اٹھائے کہ علم کسے کہا جاتا ہے؟ علم کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ علم کا حصول کن ذرائع سے ہوتا ہے؟ علم کے حصول کے ممکنہ فوائد کیا ہوسکتے ہیں؟ اور اس جیسے دیگر سوالات اور ان کے جوابات تلاش کرتے ہوئے فلسفہ کی ایک مستقل شاخ معرضِ وجُود میں آگئی جسے 'علمیات' یعنی (Epistemology) کہا جاتا ہے۔ یہ دو یونانی الفاظ (Episteme) اور (Logos) کے مجموعے سے ترتیب پاتا ہے۔ جس کے معنی علم کی حقیقت وادراک کے ہیں۔ انگریزی زبان میں اسے (Theory of knowledge) یعنی نظریہ علم کا نام دیا جاتا ہے۔ یونانی فلاسفہ کے ہاں یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ ذہن میں کسی بھی شے کی نسبت جو تصور قائم اور واقع ہو اسے علم کہتے تھے۔ خواہ وہ تصور کسی کے موجود ہونے یا نہ ہونے کا قائم ہو، خواہ اس تصور پر ذہن راسخ ہو یا نہ ہو، خواہ اس تصور میں متردد ہو، خواہ وہ تصور واقعہ کے مطابق ہو یا خلافِ واقعہ ہو، یونانی فلاسفہ اسے ہر چند علم ہی سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ جدید دور میں علم کا یہ تصور بھی رد کر دیا گیا ہے۔ اگر وہ تصور مرتبہ تصدیق تک پہنچ جائے، جازم اور پختہ ہو جائے تو اسے بھی علم کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہم کے درجے کو بھی علم کہا جاتا ہے اور جہل مرکب کو بھی علم ہی کہا جاتا ہے۔ ذیل میں علم کی بنیادی تعریفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1.1 علم کا مفہوم:

لفظ 'علم' عربی زبان سے متعلق ہے۔ علم کا مادہ لغوی لحاظ سے "ع،ل،م" ہے۔ عَلِمَ یَعْلَمُ عِلماً باب سَمِعَ کا مصدر ہے جس کا مطلب کسی چیز کو کما حقّہ جاننا، اس کی پہچان حاصل کرنا، یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا، اس کی حقیقت کا ادراک کرنا اور اسے محکم طور پر معلوم کرنا ہے۔ اس لحاظ سے ادراکِ حقیقت کرنے والا عَالِمٌ کہلاتا ہے۔ اس کی جمع عالِمُونَ آتی ہے۔ بنیادی اعتبار سے 'ع،ل،م' مادہ کے معنی کسی شے پر لگائے گئے ایسے نشان کے ہیں جس کی وجہ سے وہ شے دوسری اشیاء سے تمیز پاتی ہو۔ اَلْعَلَمُ وَالْعَلَامَۃ ایسی نشانی کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کی مدد سے کوئی چیز پہچان میں آسکے۔ بے آب وگیاہ میدانوں اور ریگستانوں میں راستہ پہچاننے کے لئے جو چیزیں زمین میں گاڑ دی جاتی تھیں انھیں بھی عَلَامَۃٌ یا عَلَمٌ کہتے تھے۔ لمبا اور دیو قامت پہاڑ عَلَمٌ کہلاتا ہے اَعْلَامٌ اس کی جمع آتی ہے۔ اسی طرح جھنڈا بھی عَلَمٌ کہلاتا ہے کیوں کہ اس کی وجہ سے ایک گروہ دوسرے گروہ کو پہچانتا ہے۔ عَالَمٌ بھی اسی مفہوم میں آتا ہے۔ جس کا معنی ہے، مَا یُعْلَمُ بِہٖ یعنی ایسی شے جو کسی دوسری شے کو جاننے کا باعث ہو۔ جرجانی نے علم کی بنیادی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے۔

"العلم: هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع، وقال الحكماء: هو حصول صورة الشيء في العقل، والأول أخص من الثاني، وقيل: العلم هو إدراك الشيء على ما هو به، وقيل: زوال الخفاء من المعلوم، والجهل نقيضه، وقيل: هو مستغنٍ عن التعريف، وقيل: العلم: صفة راسخة تدرك بها الكليات

والجزئيات، وقيل: العلم، وصول النفس إلى معنى الشيء، وقيل: عبارة عن إضافة مخصوصة بين العاقل والمعقول، وقيل: عبارة عن صفةٍ ذات صفة.

العلم: ينقسم إلى قسمين: قديم، وحادث، فالعلم القديم هو القائم بذاته تعالى، ولا يشبه بالعلوم المحدثة للعباد، والعلم المحدث ينقسم إلى ثلاثة أقسام: بديهي، وضروري، واستدلالي. فالبديهي: ما لا يحتاج إلى تقديم مقدمة، كالعلم بوجود نفسه، وأن الكل أعظم من الجزء، والضروري، ما لا يحتاج فيه إلى تقديم مقدمة، كالعلم بثبوت الصانع وحدوث الأعراض.العلم الانفعالي: ما أخذ من الغير"[1]

امام ابی معین میمون النسفی الماتریدی نے علم کی مندرجہ ذیل تعریف بیان فرمائی ہے۔

"اِ نَّهٗ دَرْکُ الْعلُومِ عَلیٰ مَاهُوَ بِه"[2]

کسی چیز کی اصل ماہیت کا ادراک کرلینا علم کہلاتا ہے۔

اس لحاظ سے علم ایک ایسا تصور اور ذہنی قضیہ ہے جس کا تعلق ایک خارجی عالم سے متعلقہ حقیقت کے ادراک سے ہوتا ہے۔ علم کی اصطلاح ایسے قضیے سے متعلق ہوتی ہے جو ایک طرف محکوم اور محکوم بہ پر مشتمل ہو اور دوسری طرف اس کے متوازی خارج میں بھی ایک ایسی حقیقت پائی جاتی ہو جیسی اس قضیے میں بیان کی گئی ہو، اس بنا پر یہ کہنا ممکن ہے کہ ہر قضیہ علم کی تعریف میں نہیں آتا، صرف ایسا قضیہ ہی علم کہلانے کا حقدار ہے جسے کُلّی اور وجوبی قرار دیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خارجی صحت کی تصدیق کرتا ہو۔ موجود خارج کے حوالے سے صحت کا مصداق بھی ہو۔

لغوی اعتبار سے 'علم' جہالت کی ضد ہے۔ اور اس کا مفہوم 'کسی شے کی حقیقت کو کلی طور پر پالینا' ہے۔

"العِلم: ضدّ الْجَہْل رجل عَالم من قوم عُلَماء وعالمين"[3]

'علم' بعض علماء کے ہاں ایسی پہچان اور معرفت کو کہتے ہیں جو جہالت کی نفی کرتی ہے۔

"علم: عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْماً، نقيض جَہِلَ. ورجل علاّمة، وعلاّم، وعليم"[4]

بعض دیگر علماء کے نزدیک 'علم' تعریف کیے جانے کی احتیاج سے ماوراء ہے۔ کیونکہ لفظِ 'علم' اس قدر بیّن اور واضح ہے کہ وہ تعریف کی احتیاج نہیں رکھتا۔

Merriam Webster ڈکشنری میں علم (Knowledge) کے درج ذیل مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔

1. A (1): the fact or condition of knowing something with familiarity Gained through experience or association
(2): acquaintance with or understanding of a science, art, or technique
B (1): the fact or condition of being aware of something
(2): the range of one's information or understanding
C: the circumstance or condition of apprehending truth or fact through reasoning
D: the fact or condition of having information or of being learned

---

[1]A'lī bin Muhammad al-jarjānī, kitāb al-ta'rīfāt (Beirūt: dar-al kutab al-i'lmīyah, 1983), 155.

[2]Imām abī mu'īn memūn al-nasfī al-matarīdī, tabṣrah al-adilah fī aṣōl al-dīn (Qahirah: al-matkabah al-azhariyah lil-tarak, 2011), 132/1.

[3]Muhammad bin ḥassan ibn duryd, jamharah al-lughah (Beirūt: dar al-i'lm al-malayīn, 1987), 948/2.

[4]Khalīl bin aḥmad al-farahīdī, kitab al-a'yn (Al-qahirah: maktabah al-hilal, S.N), 152/2.

2. A: the sum of what is known: the body of truth, information, and principles acquired by humankind
B (archaic): a branch of learning[5]

اصطلاح میں علم کی تعریف یہ ہے:

"حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْئِ فِي الْعَقْلِ"[6]

کسی شے کی صورت کا عقل میں آنا۔

علمائے منطق کے ہاں علم کی تعریف اس طرح سے بیان ہوئی ہے:

"حصول صورة الشیء لدی الذهن"[7]

'ذہن میں کسی بھی شے کی صورت کا حاصل ہونا۔'

علم کی منطقی تعریف کی تشریح سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً انسانی فکر کو آئینے کی مثال قرار دیا گیا ہے، یہ واضح ہے کہ آئینہ کلی طور پر مکمل اور متوازی شبیہ دکھاتا ہے اور یہ بات قابل غور ہے کہ جس لمحے آئینے کے سامنے موجود شے کی صورت وماہیت تبدیل ہوتی ہے اسی لمحے اس کا عکس بھی تبدیل ہونے لگتا ہے۔ اس بات کا انحصار انسان کی ذات پر ہے کہ اس کا آئینہ فکر کس حد تک شفاف اور پاکیزہ ہے۔ جس حد تک اس کی فکر منطقی اغلاط سے ماوراء ہوگی اسی قدر اس میں نکھار آئے گا اور اسے نظریات کی اسی قدر واضح تصویر نظر آئے گی۔ امام احمد رضا خان کے مطابق علم کی تعریف کچھ یوں ہے کہ "علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی، منکشف (یعنی ظاہر) ہوگئی اور (یہ علم) جس سے متعلِّق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مُرتَسِم (یعنی نقش) ہوگئی"۔[8] علم کی دیگر تعریفات جو اس کے علاوہ موجود ہیں ان میں علم کو "تعقل و فکر کا ادراک" اور "معلومات و حقائق کا مجموعہ" وغیرہ جیسے الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم اپنی اصل میں ایک ایسی گنجلک اور پیچیدہ حقیقت ہے کہ اس پر قیاس آرائیاں ہزاروں سال سے جاری ہیں۔ تاہم اس کی ایک متفق علیہ تعریف متعین نہیں ہو پائی۔ علم کی ایک ایسی جامع تعریف تک پہنچنا اگرچہ ایک نہایت مشکل کام ہے جو دنیا کے تمام مذاہب کے پیروکاروں میں سے ہر ایک کے نزدیک قابل قبول ہو۔ تاہم اس موضوع پر مزید پیش قدمی سے قبل موجود تعریفات کے اختلاط سے کسی قدر جامع طور پر اس کا تعین کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں علم کی ایک ایسی تعریف درج کی جارہی ہے۔

"کائنات کے تمام اسرار و رموز کو، خواہ وہ طبیعاتی ہوں یا مابعد الطبیعاتی، تصوراتی ہوں یا وجودی، تنزیلی، الہامی، خیالی، تصوری، تشکیکی، مشاہداتی، تجزیاتی و تجرباتی، حسی، نظری یا بصری اعتبار سے جزوی یا کلی اعتبار سے جاننا علم ہے۔"

[5] Knowledge. Merriam Webster Online. www.merriam-webster.com accessed on November 14, 2021.

[6] Faẓal haq khayr ābādī, al-mirqāt (Lahōr: maktabah qadriyah, S.N), 3.

[7] Faẓal haq khayr ābādī, al-mirqāt, 3.

[8] Muhammad muṣṭrufa raẓa khan, al-maflūẓ̤ ma'rūf bihī mlfūẓ̤āt a'lā ḥaẓrat (Lahōr: nūrī kutab khanah, S.N), 163.

1.1.1 قرآن کریم کا تصور علم

لفظِ علم قرآن پاک میں اپنی مختلف اشتقاقی صورتوں کے ساتھ ۷۷۸ بار آیا ہے۔ ان سے صراحت کے ساتھ علم کی دو شکلوں کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ ایک وہ علم جو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے جبکہ دوسرا وہ جو مخلوق بالخصوص انسانوں کو عطا ہوا ہے۔ لفظِ علم اور اس کے اشتکاکات کا قرآن پاک میں بکثرت وارد ہونا اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔

قرآن کریم میں ایک مقام پر علم کو اسماء و تصورات کی خبر و آگہی قرار دیا ہے۔

"وعلّم اٰدم الاسمآء کلّھا"[9]

'اور آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے'

قرآن کریم میں علم کو کئی ایک مفاہیم میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ دلیل، حق، یقین وغیرہ۔ جس سے اس تصور کی وسعت آشنائی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ "کتاب اللہ کی رو سے علم انسانی سے مراد محض تصور ہی نہیں بلکہ اس کی تصدیق بھی اس میں شامل ہے۔ حاصل شدہ علم کا تجزیہ کرنا، اس کو پرکھنا بلکہ اس پر عمل کرنا وغیرہ، یہ سب چیزیں علم میں شمار ہوتی ہیں۔"[10] گویا علم عطائے ربانی اور خبر و آگہی اس کا تحفہ ہے۔ چناچہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ:

"علّم الانسان ما لم یعلم"[11]

'انسان کو وہ کچھ سکھایا جس سے وہ لاعلم تھا'

1.2 ارکان علم

اب تک علم کی درج شدہ تعریفات کی روشنی میں ذیل میں علم کے ارکان کا تعین و تعارف کیا جارہا ہے۔

1.2.1 ناظر

علم کی جستجو رکھنے ولا، علم سے متعلق جاننے کی خواہش رکھنے والے کو ناظر (Observer) کہا جائے گا۔ یہ ایک امتیازی درجہ ہے جس کا مکلف انسان ہے۔ اسی درجے کی بنا پر اسے اشرف المخلوقات بھی کہا جاتا ہے۔ عمومی اصطلاح میں وہ شخص طالب علم کہلاتا ہے جو جاننے کی جستجو رکھتا ہے۔ علم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارا نہیں۔ جس طرح اللہ کی ذات کی کوئی حد نہیں اسی طرح علم بھی حدود و قیود سے ماوراء ہے۔ اسی لیے یہ اللہ کی صفت بھی ہے۔ یہ دعویٰ کسی شخص کے لیے روا نہیں کہ وہ کلی علم کا حامل ہے تاہم طالب علم جب کسی قدر جان لیتا ہے تو اسے عالِم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

1.2.2 منظور

طالب علم یا ناظر جس شے، ذات یا وجود کو جاننے کی کوشش میں مصروف ہوتا ہے وہ شے منظور (Object) کہلاتی ہے۔ اس شے کی کئی ایک جہتیں اور صورتیں ممکن ہیں۔ حتیٰ کہ یہ بے صورتی بھی ہو سکتی ہے۔ عقلی یا حسی وجود کی حامل کوئی حقیقت (Reality) ہو سکتی

---

[9]Al-baqarah: 31/2

[10]Urdu da'irah ma'arif Islamiyah (Lahōr: jamiyah punjan 1967), 451/13.

[11]Al-a'laq: 96/5

ہے۔ یہ وسیع و عریض کائنات، اس کے طبیعاتی و مابعد الطبیعاتی موجودات، تصورات، اشکالات اور حقائق منظور کی اصطلاح میں متضمن کیے جاسکتے ہیں۔

1.2.3 استعداد نظر

ناظر یا طالب علم کی قوتِ مشاہدہ استعداد نظر میں آتی ہے۔ علم کے حصول میں عمل میں مشترک ہونے کے باوجود تمام طالب علم اس میں مختلف ہو سکتے ہیں اور عموماً ہوتے بھی ہیں۔ اسی وجہ سے علم کا ارتقا ممکن ہے۔ منظور کی نوعیت کے اعتبار سے ناظر میں اس صلاحیت کے حصول کی خواہش و جستجو کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر منظور کی نوعیت حسی ہو تو ناظر کی خواہش یہ ہو گی کہ اسے حواس خمسہ (Five Senses) کی عمدہ استعداد حاصل ہو تا کہ ان کی مدد سے وہ اس شے کا ادراک حاصل کر سکے۔ اسی طرح اگر منظور کی نوعیت عقلی ہو گی تو ناظر کے لیے عقلی استعداد (Reasoning Capability) کا حصول ضروری ہے۔ اگر ناظر میں یہ صلاحیت نہیں پائی جاتی تو منظور کا ادراک اس کے لیے ممکن نہیں۔ اگر منظور وجدانی نوعیت کا ہو تو وجدانی استعداد کے بغیر اس کا ادارک نہیں ہو سکتا۔ حسی، عقلی اور وجدانی درجات سے اوپر استعداد وحی کا درجہ ہے۔ یہ صرف انبیا کا خاصہ ہے جو وہبی ہے کسبی نہیں۔ عام آدمی کی اس تک رسائی نہیں۔ اسے حسیات اور عقلیات سے نہیں سمجھا جا سکتا البتہ وجدانیات سے اگر کسی شخص پر اس درجے کی حقیقت منکشف ہوتی ہے تو وہ اس کا داخلی معاملہ ہے جس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں اور اگر کوئی الفاظ میں بیان کرتا ہے ہو تو حس و عقل سے اس کا ادراک ممکن نہیں۔ جملہ اہل مذہب وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اگرچہ مختلف مذاہب میں اس نزول کی صورتوں پر اختلافات موجود ہیں۔

1.2.4 منظوریت

ارکانِ علم کی بحث میں منظوریت آخری رکن ہے۔ اس کا اطلاق ایسی اصلیت (Originality) اور مقصدیت (Objectivity) پر ہوتا ہے جس کی بدولت ناظر، منظور کی جستجو کرتا ہے۔ یہ حقیقت لازمی طور پر طالب علم کی کسی خاص صلاحیت کے استعمال سے قابل حصول ہوتی ہے۔ جو حقیقت مطلق طور پر کسی بھی درجے کے ناظر کے علم میں نہ آسکے وہ منظوریت کی تعریف کے ضمن میں نہیں آ سکتی۔

1.3 علم کی اقسام

تعریفِ علم کے تعین کے بعد اگلا مرحلہ اقسامِ علم طے کرنے کا ہوتا ہے۔ علم کی اقسام کا تعین علم کی ایک مستقل، معین اور تسلیم شدہ تعریف کے نہ ہونے کے باعث نہایت مشکل کام ہے۔ اہل خرد اور اہل مذہب کے ہاں چونکہ علم کی تعریف میں بنیادی نوعیت کے اختلافات ہیں لہذا یہ ایک ہی انداز میں علم کی تمام تر اقسام کے تعین کو ناممکن بنا دیتے ہیں۔ زیر بحث موضوع چونکہ علم کے اسلامی اور جدید مغربی تصورات کے موازنے سے متعلق ہے اس لیے ان دو حوالوں سے ہی علم کی اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے۔ ذیل میں اس سے متعلق تفصیلی بحث درج کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ان اعتبارات سے علم کی اقسام بیان کی جاتی ہیں جن پر اسلامی اور مغربی مفکرین کی آراء میں کم از کم لفظی مماثلت موجود ہے۔

1.3.1 منطق کے اعتبار سے علم کی اقسام

منطق کی رو سے علم کی دو قسمیں ہیں: ا۔ تصور ۲۔ تصدیق

ا۔ تصور:

وہ علم ہے جس میں حکم نہ پایا جائے جیسے : صرف زید کا علم۔

۲۔ تصدیق:

وہ علم ہے جس میں حکم پایاجائے جیسے : زید کھڑاہے یا زید کھڑا نہیں ہے۔

حکم کی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے۔"نِسْبَۃُ أَمْرٍ اِلٰی أَمْرٍ آخَرَ اِیْجَاباً اَوْ سَلْباً" یعنی ایک شے کی دوسری شے کی طرف نسبت کرنا خواہ وہ نسبت ایجابی ہو یا سلبی جیسے : زَیْدٌ عاقلٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِعَاقِلٍ۔ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کرنا جیسے : زید کھڑاہے۔ اس مثال میں کھڑے ہونے کو زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے۔ایسی نسبت کونسبت ایجابی کہتے ہیں۔اسی طرح ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کرناجیسے : زید کھڑا نہیں ہے۔اس مثال میں کھڑے ہونے کی زید سے نفی کی گئی ہے۔ایسی نسبت کو نسبت سلبی کہتے ہیں۔ اس کی مزید وضاحت یوں ہو سکتی ہے کہ صرف زید کا علم "تصور" ہے۔اور جب اس کی طرف"کھڑے ہونے" یا "نہ ہونے" کی نسبت کی جائے۔جیسے : زید کھڑا ہے یا زید کھڑا نہیں ہے تو اسے "تصدیق" کہتے ہیں۔نیز زید اور قیام کے درمیان جو نسبت(یعنی تعلق) ہے اسے حکم کہتے ہیں۔

1.3.2 داخلی، سائنسی اور حقیقی اعتبار سے علم کی اقسام

اس اعتبار سے علم کی تین اقسام ہیں۔ذاتی علم، سلسلہ وار علم اور حقائق کا علم۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. ذاتی علم:

ذاتی علم(Personal Knowledge) اس نوعیت کی معلومات کے حصول کے لیے مستعمل ہے جن کا تعلق ایک فرد کی ذاتی معلومات سے ہوتا ہے۔جیسا کہ اس کے ملک کاحکمران سی پارٹی کا ہے؟ یا اس کے افرادِ خانہ کی تعداد کیا ہے؟ذاتی علم میں داخلیت (Subjectivity)پائی جاتی ہے۔جب مقصد اس بات پر تحقیق کرنا ہو کہ کوئی نظریہ درست ہے یاغلط تو ذاتی علم کی کڑیوں کو جوڑ دیا جاتا ہے۔مثلاً اس بات کا جاننا کہ افلاطون شعرا اور شاعری سے متعلق کیا نظریہ رکھتا تھا؟ یا کششِ ثقل کے حوالے سے نیوٹن کے خیالات کیا تھے؟اس قسم کی باتیں معلومات میں شامل ہوتی ہیں لیکن جس وقت تحقیقی زاویے سے ان کے صحیح یاغلط ہونے کی تصدیق ہو جائے توپھر یہ باقاعدہ طور پر علم کا حصہ بنتی ہے۔

2. سلسلہ وار علم:

سلسلہ وار علم (Procedural Knowledge) ایسے تجربات پر مشتمل ہے جنھیں دہرا کر ہر بار قریب قریب ایک سے نتائج کا حصول ممکن ہے،اسے عملی سائنسی علم(Knowledge of Practical Science) بھی کہا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ معروضیت(Objectivity) کا حامل ہوتا ہے۔اس علم کے حاملین اسے بعینہ نئے لوگوں کو منتقل کر سکتے ہیں۔مثلاً موٹر سائیکل کس طرح چلایا جاتا ہے؟ کمپیوٹر کس طرح چلایا جاتا ہے؟وغیرہ۔

3. حقائق کا علم:

حقائق (Reality)کا علم عمومی طور پر تحقیقی، فلسفیانہ اور نظریاتی سائنس(Theoretical Science) کے مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسانظام ہوتاہے جس سے کسی نظریے کی حقیقت و وقعت سے متعلق پتاچلتاہے کہ وہ درست ہے یاغلط۔نتائج کے حصول کے لیے اس میں منطقی علم استعمال میں لائے جاتے ہیں۔اور کسی نظریے کی مختلف زاویوں سے جانچ پرکھ کی جاتی ہے۔

1.3.3 اسلامی اعتبار سے علم کی اقسام

1.3.3.1 علم کی بنیادی اقسام

بنیادی طور پر علم کی دواقسام ہیں: علم قدیم اور علم حادث

علم قدیم

علم قدیم صرف اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔اس لیے کہ ذاتِ باری تعالیٰ قدیم ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ہیں۔اس قدم کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی نہ کوئی ابتدا ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی کوئی جگہ ہے نہ انتہا،اور نہ کوئی حد ہے،اسی طرح اس کی صفت علم کی بھی کوئی ابتداء، انتہا یا حد نہیں ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کا علم ایسا نہیں کہ کوئی یہ تصور کرے کہ یہ اتنے عرصے اور مدت سے ہے اور اس سے پہلے کوئی ایسادور بھی تھاجب یہ علم اس کے پاس نہ تھا۔ قدیم علم کی شان یہی ہے کہ اس میں کوئی عدم نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ کا علم ہر حاجت سے ماوراء ہے۔کیوں کہ اگر ذاتِ باری تعالیٰ کو کسی چیز کے جاننے کے لیے کسی ذریعے کی ضرورت وحاجت ہو تو یہ عجز ہو گا اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔وہ کوشش،ضرورت اور حاجت سے بے نیاز ہے۔

علم حادث

علم حادث مخلوق کا علم ہے جس میں ضروری اور مکتسب دونوں شامل ہیں۔بدیہی یاضروری علم انسان کی بحثیتِ انسان بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے اس کی طبع میں ودیعت کیا گیاہے۔ علم مکتسب کے حصول کے لیے انسان کو ضروری جسمانی وفکری ذرائع مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ علم حادث کی دو اقسام ہیں۔ضروری علم اور کسبی علم۔ضروری علم ایسا علم ہے جو ہر طرح کے شک وشبہ سے بالا ہو۔اس میں کسی طرح کا تامّل چنداں ضروری نہیں ہوتا۔اور اسی کا علم ظاہری طور پر حواس اور عقل سے ہو جاتاہے۔ جبکہ کسبی علم اسے کہتے ہیں جو غوروفکر کے بعد استدلال کی مدد سے حاصل ہوتاہے۔

علامہ آمدی نے علم حادث کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"اَلحادِثُ مَا لَم یَکُن فَکَانَ"[12]

'جو پہلے نہ ہو اور پھر ہو جائے وہ علم حادث کہلاتا ہے'۔

علم ضروری اور علم مکتسب کی مزید وضاحت درج ذیل ہے۔

علم ضروری

علم ضروری سے مراد وہ علم ہے جو بدیہی طور پر اکتساب اور غور و تامل کے بغیر براہ راست عقل انسانی کو عطا کر دیا جاتا ہے کیوں کہ جب بشر کی تخلیق ہوتی ہے تو بحیثیت انسان اس کے لیے اس علم کا ہونا ضروری ہے۔ اس علم کے حصول کے لیے کسی قسم کے استدلال کی

[12]Ibn-e-salim alāmdī, ghayah al-marām (Qahirah: maktabah al-kulyāt al-azhariyah,1981), 271

ضرورت نہیں ہوتی مثلاً ایک عام آدمی جانتا ہے یہ وہ بیک وقت ساکن اور متحرک نہیں ہو سکتا اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھا نہیں ہو سکتا اگر وہ بیٹھا ہے اسی حالت میں وہ کھڑا نہیں ہو سکتا ان چیزوں کو جاننے کی صلاحیت اس کے اندر اس کی تخلیق کے ساتھ ہی ودعیت ہو چکی ہے۔

علم مکتسب

اس سے مراد ایسا علم ہے جو انسان مختلف ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ یہ آنکھوں کی حسِ بصارت، کانوں کی قوتِ سماعت، زبان کی حس ذائقہ، ناک کی قوت شامہ اور ہاتھ کی قوت لامسہ اور دماغ کے فکر و تدبر کی مدد سے حاصل کیا جاتا ہے۔ علم مکتسب کی مزید دو اقسام ہیں۔ ایک جلی کہلاتی ہے اور ایک خفی کہلاتی ہے۔ ایسا علم جو ضروری علوم سے قربت رکھتا ہے وہ علم جلی ہے۔ اور ایسا علم جو ضروری علوم سے زیادہ فاصلہ پہ ہے وہ علم خفی ہے۔ اسی طرح خود بخود معلوم ہونے والی معلومات شاہد کہلاتی ہیں اور جن معلومات کا علم شاہد کی دلالت سے ہوتا ہے انھیں غائب کہا جاتا ہے۔[13]

1.3.3.2 حدیثِ رسول ﷺ کی رو سے علم کی اقسام

رسول اللہ ﷺ نے ایک روایت میں علم کی دو اقسام کا بیان فرمایا ہے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کا فرمان ہے۔

"اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِيْ الْقَلْبِ، فَذَاکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ، وَ عِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّةُ اللهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ"۔[14]

یعنی علم کی دو اقسام ہیں۔ دل میں موجود علم، یہ علم فائدہ مند ہوتا ہے۔ زبان پر جاری علم۔ ایسا علم ابن آدم پر اللہ کی حجت ہے۔

علم نافع

علم نافع اس علم کو کہتے ہیں جو معلومات کے ذخیرہ پر مشتمل نہ ہو بلکہ نور الٰہی سے قلب کو منور کر دے۔ یہ علم قلب کے اند متمکن ہوتا ہے۔ جب یہ باطن پر وارد ہوتا ہے تو حق الیقین بنتا ہے۔ یہ یقین وہ ہے جو قلب سے جنم لیتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان روایت کیا گیا ہے۔

"إِذَا أَرادَ اللهُ بِعَبدٍ خَيراً فقَهَهُ فِى الدِّينِ و أَلهَمَهُ رُشدَهُ"[15]

جب اللہ ارادہ فرمالیتا ہے کہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے تو وہ اس کو دین کا فہم عطا فرماتا ہے اور اس کے دل میں رشد و ہدایت ڈال دیتا ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں دوسرا علم وہ بیان ہوا ہے جو زبان پر ہوتا ہے۔ یہ علم حجّت ہے۔ اس سے فرض، واجب، حرام، حلال اور امر و نہی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علم واجب ہے۔ علم واجب کا حصول بھی ضروری ہے۔ اس علم کے حصول اور اس کی تعلیم کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے۔

---

[13] Ibn-e-abd al-bir, jamey bayān al-I'lm wa faḍlihi, mutrajim: Abdul razaq malīḥ ābādī (Dehli: nidwah al-muṣanīfīn, 1966), 32

[14] Ibn-e abī sheybah, al-muṣanaf, 82/7, 34361

[15] Abū bakar ahmad bin umar wa bin abdul khaliq, ḥafiẓ al-baḥr al-zakhārfī zawa'd musnad al-buzār (Madīnah al-munawarah: maktabah al-u'lōm wa al-ḥukam, S.N)117/5, 1700

"حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَبِي طُوَالَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي رِيحَهَا"[16]

'جو کوئی علم سیکھے مگر اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ نہ اسے سکھائے سوائے اس کے کہ دنیا سے عزت حاصل کرے وہ بروزِ قیامت جنت کی خوش بُو سے محروم رہے گا۔'

علم غیر نافع

ایسا علم جو معلومات کے اضافے کا باعث ہو تا لیکن انسانی قلب کے لیے نفع کا باعث نہیں ہو تا۔ جو علم انسان کو اس کے حقیقی مالک کی آگہی نہیں دیتا۔ جس علم کے حصول کے باوجود انسان حق کی معرفت سے محروم رہے۔ جس کے حصول کا مقصد دنیاوی مادی منفعت یا دنیا سے عزت پانا ہو۔ ایسا علم انسان کو حقیقی فائدے سے محروم رکھتا ہے چنانچہ اسے علم غیر نافع کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے معمولات میں یہ دعا شامل تھی۔

"اللہم انی اعوذ بک من علم لاینفع"[17]۔

'اے اللہ میں اس علم سے تری پناہ کا طلب گار ہوں جو غیر نافع ہو۔'

1.3.3.3 وہبی و کسبی لحاظ سے علم کی اقسام

اس لحاظ سے علم کی دو اقسام ہیں۔ وہبی علم اور کسبی علم۔

وہبی علم، علم لدنی بھی کہلاتا ہے۔ یہ ایسا علم ہے، جو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی و الہام کے ذریعے عطا ہوتا ہے۔ اور اس میں انسانی کوششوں کو دخل نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا"۔[18]

"(وہاں) انھوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اپنے پاس سے علم عطا کیا تھا"

وہبی علم کے مقابل، علم کی دوسری قسم کسبی ہے۔ یہ ایسا علم ہے جس کے حصول کی صلاحیت تمام انسانوں کے پاس موجود ہے۔ اسے اصطلاحِ جدید میں سائنس کا علم کہا جاتا ہے۔ ایسے علم کے تذکرے میں ارشاد ربانی ہے۔

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا۔ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ"۔[19]

---

[16] Sulymān bin al-asha'th, sunan abī dawōd, kitab al-i'lm, bāb fī ṭalab al-i'lm lighair Allah (Beirūt: al-maktabah al-a'ṣriyah, S.N), 3664

[17] Abū abdullah bin yazīd Ibn-e-majah, al-sunan, kitab al-i'lm, bāb al-intifa' bi al-i'lm wa al-a'mal bihī (Riyaḍ: dar al-salām, 1427 AH), 52, 250

[18] Al-kahf: 25/18

[19] Al-faṭir: 27,28/35

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگ برنگ پھل نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات اور (بعض) کالے سیاہ ہیں۔ اور آدمیوں اور جانوروں اور چوپائیوں کے رنگ بھی کئی طرح کے ہیں'

پھر اس کے بعد علم کسبی کی مزید دو اقسام ہیں۔ ایک علم وہ ہے جو فرض کفایہ کہلاتا ہے۔ مسلمانوں میں سے چند افراد کا اسے سیکھ لینا سب کے لیے کافی ہو جاتا ہے ہر شخص کے لیے اس علم کا حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ تفسیری علم، حدیث و فقہ کا علم وغیرہ۔ دوسری قسم کا علم فرضِ عین کہلاتا ہے۔ جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے اور اس کے حصول کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، کسی بھی فرد کے لیے اسلام پر قائم رہنے کے لیے اس کا جاننا لازمی ہے۔ مثلاً عقائد ایمان کی تفصیلات کا جاننا جو دین اسلام کی بنیاد ہیں۔ ارکانِ اسلام اور اور ان پر عمل کی تفصیلات جاننا جو کہ ظاہری عبادات ہیں، اسی طرح روزمرہ کے ایسے معاملات جن کا تعلق حلال و حرام سے ہے۔ یہ دین کے علم کی وہ کم از کم مقدار جس سے آگاہ ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ امام شافعی کا فرمان ہے:

"العِلْمُ عِلْمانِ: عِلْمُ الأَدْيانِ، وَعِلْمُ الأَبْدان" [20]

'علم دو طرح کا ہے۔ ادیان کا علم اور اجسام کا علم'

جامع بیان العلم و فضلہ میں علم اور صاحب علم سے متعلق علامہ ابن عبدالبر اندلسی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ علماء کے نزدیک علم یقین اور ظہور کا نام ہے۔ چنانچہ جو بات قطعی طور پر ظاہر اور معلوم ہو وہی بات علم کہلا سکتی ہے۔ لیکن جو شخص کسی بات پر خود متیقّن نہیں ہوتا بلکہ محض دوسروں کی تقلید میں کوئی بات کرتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا۔ [21]

1.3.3.4 اہمیت و ضرورت کے اعتبار سے اقسام علم

علم کی اہمیت وضرورت کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں جن میں فرض عین، فرض کفایہ، مباح، مکروہ اور حرام علم شامل ہیں۔ بین السطور ان کو اختصار سے بیان کیا جارہا ہے۔

علم فرض عین ایسا علم ہے جس کا حصول ہر فرد کے لیے لازمی ہوتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد یعنی ایمانیات سے آگاہ ہونا ہر کلمہ گو کے لیے لازم ہے۔ اسی طرح ایمانیات کے بعد ارکان اسلام کی ادائیگی کا علم اور ان امور سے متعلق شرعی احکام کا جاننا ضروری ہے جو عموماً ہر فرد سے تعلق رکھتے ہیں۔

علم فرض کفایہ ایسا علم ہے جس کا سیکھنا تمام افرادِ معاشرہ کے لیے لازم نہیں ہوتا۔ ان میں تفسیر، حدیث، فقہ، توقیت[22]، جغرافیہ اور اس طرح کے دیگر علوم شامل ہیں۔

علم مباح اس علم کو کہتے ہیں جس کا سیکھ لینا جائز ہے، لازم نہیں۔ جس کام میں شریعت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی وہ مباح یعنی جائز کہلاتا ہے۔ شعر وادب، تاریخ وغیرہ کا علم اس درجے میں آتا ہے۔

---

[20] Ahmad bin Muhammad al-aṣbahānī, al-tayōriyāt (Riyaḍ: maktabah al-ḍawa' al-salaf, 2004), 1124/3

[21] Ibn abdul bir, jama' bayān al-i'lm wa faḍlihī, 32

[22] علمِ توقیت اوقات کا علم ہے۔ دن اور رات کی تقسیم، سال کے مختلف ایّام میں ان کا بڑھنا اور گھٹنا، سال کے دنوں کا تعین، دنیا کے مختلف حصوں میں ایک وقت میں دن اور رات کا اختلاف، سمت کا تعین، سردیوں اور گرمیوں کی آمد و رفت کی وجوہات، وغیرہ اس کے موضوعات ہیں۔

مکروہ علم وہ علم ہے جس میں مشغولیت سے فرائض شریعت کی بجا آوری میں غفلت پیدا ہونے کا احتمال ہو اور وہ وقت کے ضیاع کا باعث ہو۔ مثلاً علم ہندسہ، علم ہئیت، علم فلسفہ اور علم منطق وغیرہ۔

علم حرام وہ علم ہے جو اسلامی تعلیمات کی بجا آوری سے روک دے۔ اور اول تا آخر باعثِ نقصان ہو۔ انسانیت اس سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ پاتی ہو۔ جیسا کہ جادوٹونہ (Magic)، میسمرازم[23] (Mesmerism)، قدیم فلسفہ[24] (Ancient Philosophy) وغیرہ۔

1.3.3.5 بلحاظ ملکیت علم کی اقسام

علم ذاتی

مسلمان ماہرین علمیات کے نزدیک علم ذاتی ایسا علم ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں سے کوئی شے اگرچہ وہ ایک ذرہ سے بھی کم تر ہو، اللہ کے سوا کسی اور کے لیے مانے گا تو ایسا شخص بالاتفاق کفر و شرک کا مرتکب ہو گا۔

علم عطائی

اللہ سبحانہ کی طرف سے اس کی مخلوق کو عطا کیے جانے والا علم عطائی علم ہے۔ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ اس کہ عطائی علم اللہ کا فضل ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ تمام انبیاء، تمام جہانوں سے اتم و اعظم ہے۔

1.3.3.6 حقیقتِ علم کے اعتبار سے اقسامِ علم

علم مقصودہ

ایسا علم جس کا حاصل کرنا، زندگی کا مقصد قرار پانے کے لائق ہو۔ علم القرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وغیرہ، علمِ مقصودہ کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

علم آلیہ

ایسا علم جو علمِ مقصودہ کے حاصل کرنے میں معاونت کرتا ہو۔ مثلاً علم صرف و نحو، علم لغت، علم معانی وغیرہ۔ علم آلیہ قرآن و سنت کے فہم و ادراک میں سہولت کا باعث بنتے ہیں۔

---

[23] 'میسمرازم' کی اصطلاح 1800 کی دہائی میں میسمرازم کے علمبردار فرانسز انتون میسمر کے نام پر رکھی گئی ہے۔ اس طریقے میں بنیادی طور پر غیر لسانی ذرائع جیسے نگاہوں سے متوجہ کر کے یا دوسرے طریقوں سے انسان پر مدہوشی طاری کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد عمومی طور پر بعض نفسیاتی مسائل کا علاج کرنا ہوتا ہے۔ جنگی قیدیوں سے ملکی راز اگلوانے کے لیے بھی اس طریقے سے مدد لی جاتی رہی ہے۔

[24] قدیم فلسفہ کی اصطلاح عمومی طور پر یونانی فلسفے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں اس کا ظہور ہوا، ایک ایسے وقت میں جب قدیم یونان کے باشندے مشرق سے تباہ کن حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ اس دور کے معروف فلاسفہ میں سقراط، بقراط، افلاطون، ارسطو، اقلیدس، ارشمیدس وغیرہ شامل ہیں۔ اہلِ مغرب جدید علوم کی قدیم بنیاد یونانی فلسفہ کو قرار دیتے ہیں۔

1.3.3.7 ذریعہ علم کے اعتبار سے اقسامِ علم

عقلی علوم

وہ علوم جن میں عقل بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جن کا نفس مضمون عقلی مباحث سے تشکیل پاتا ہے۔ مثلاً علم فلسفہ، علم طب، علم منطق وغیرہ۔

نقلی علوم

ایسے علوم جن میں عقل کی حیثیت ثانوی ہے۔ جن کا مدار وحی نبوت پر ہے اور ان کو درجہ بہ درجہ نقل در نقل حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً علم القرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وغیرہ۔

1.3.3.8 فائدہ کے اعتبار سے اقسامِ علم

علم شرعیہ

ایسا علم جسے تعلیمات نبوی سے اخذ کیا گیا ہو اور اس تک انسانی عقل کی از خود رسائی ممکن نہ ہو۔ اور یہ علم قرآن و سنت کے سمجھنے کے لئے معاون ہو۔

علم غیر شرعیہ

ایسا علم جس کا حاصل کرنا اور جس کی تعلیم دینا قرآن و سنت کی رو سے ناجائز ہو۔

1.3.3.9 نفع و نقصان کے اعتبار سے اقسامِ علم

نفع و نقصان کے اعتبار سے بھی علم کی دو اقسام کا شمار ممکن ہے۔

علم نافع

ایسا علم جو انسان کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنی زندگی شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق بسر کرنے کے قابل ہو جائے علم نافع کہلاتا ہے۔

علم غیر نافع

ایسا علم جو دین سے متعلق کسی قسم کی تفہیم کا سبب نہیں بنتا اور نہ ہی اس کے حصول سے زندگی شریعت کے مطابق بسر کرنے میں کوئی مدد ملتی ہے۔

1.3.3.10 نظریاتی و معاشی اعتبار سے اقسامِ علم

نظری علم

محض عقل و شعور، دل و دماغ اور فکر سے متعلق علم نظری علم کہلاتا ہے۔ علم الکلام، علم العقائد وغیرہ نظری علم کہلاتے ہیں۔

فنّی علم

جو علم ذریعہ معاش اختیار کرنے یا کسی پیشہ کے اپنانے میں معاون ہو، فنّی علم کہلاتا ہے۔ کاروباری، صنعتی اور طبی علوم اس زمرے میں آتے ہیں۔

خلاصہ:

اس مقالہ میں علم اور اس کی اقسام کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور فلاسفہ یونان کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ابتدا میں، علم کے لغوی و اصطلاحی معانی کی وضاحت کی گئی ہے، جس کے بعد قرآن کریم کے تصورِ علم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کس طرح علم کو اہمیت دیتا ہے اور اسے انسانی زندگی میں کلیدی عنصر قرار دیتا ہے۔ مزید بر آں، ارکانِ علم پر تفصیلی بحث کی گئی ہے جو کہ علم کے مختلف پہلوؤں اور اس کے اساسی اجزاء کو اجاگر کرتی ہے۔ آرٹیکل علم کی مختلف اقسام پر بھی روشنی ڈالتا ہے، جیسے کہ منطق کے اعتبار سے علم کی اقسام، داخلی سائنسی اور حقیقی اعتبار سے علم کی اقسام، اسلامی اعتبار سے علم کی اقسام، بلحاظِ ملکیت علم کی اقسام، حقیقتِ علم کے اعتبار سے علم کی اقسام، ذریعہ علم کے اعتبار سے علم کی اقسام، نظریاتی عتبار سے علم کی اقسام۔ یہ تقسیم علم کی مختلف جہتوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور یہ کہ کس طرح مختلف نقطہ نظر سے علم کی تعریف اور اہمیت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ آخر میں، آرٹیکل اسلامی تعلیمات اور یونانی فلاسفہ کے تناظر میں علم کے تصور کا موازنہ کرتا ہے، جس سے قارئین کو علم کے مختلف فلسفیانہ اور دینی ادراکات کی گہرائی میں جانے کا موقع ملتا ہے۔

شفارشات:

1: موازنہ کی گہرائی میں اضافہ:

اسلامی تعلیمات اور یونانی فلسفے کے درمیان علم کے تصور میں موجود مماثلتوں اور اختلافات کا مزید گہرائی سے جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ موجودہ علمی مباحث اور تاریخی مثالوں کے ذریعے دونوں نقطہ نظر کے درمیان اتفاقات و اختلافات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

2: عصر حاضر کے تناظر میں علم کی اہمیت:

اسلامی اور یونانی فکر کے تصوراتِ علم کو عصر حاضر کے تناظر میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً: معیشت، اور معاشرتی تبدیلیوں میں علم کی اہمیت اور اس کے اثرات کا جائزہ۔

3: نتائج و اثرات کا تجزیہ:

اسلامی اور یونانی تعلیمات کے علمی تصورات کے معاصر دنیا پر مثبت اور منفی اثرات کا تجزیہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس تجزیہ میں تعلیم، سائنس، اور فلسفہ کے شعبوں میں ان تصورات کی عملی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔

4: تحقیقی مطالعہ کی دعوت:

موضوع کی پیچیدگی اور اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، قارئین کو مزید تحقیقی مطالعہ کی دعوت دی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں، تحقیقی سوالات، غیر مطالعہ شدہ پہلوؤں، اور مستقبل کے تحقیقی منصوبوں کی تجاویز کو مد نظر رکھا جا سکتا ہے۔